ہندوؤں کی سیرت نگاری کا ناقدانہ جائزہ

(روایاتِ سیرت کے تناظر میں)

حافظ محمد نعیم*

سیرت نبوی ﷺ اپنی جامعیت و آفاقیت کی وجہ سے ہمیشہ موضوع بحث رہی ہے اور سیرت کا اعجاز و کمال ہے کہ عصر حاضر میں بھرپور انداز میں اس کے مختلف پہلوؤں پر لکھا جا رہا ہے۔ اور جب تک اس خطۂ ارضی پر انسانیت کا وجود قائم ہے ان شاء اللہ لکھا جاتا رہے گا۔ نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ پر قدیم و جدید مسلم و غیر مسلم حضرات نے اتنا کچھ لکھا ہے کہ جس کا احاطہ ممکن نہیں۔ کوئی زبان، کوئی علاقہ اور کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں سیرت کی مہک نہ پہنچی ہو اور سیرت پڑھنے اور لکھنے والے موجود نہ ہوں لیکن سیرت نبوی ﷺ کی ہمہ گیریت اور وسعت کی بناء پر کوئی بھی سیرت نگار آپ ﷺ کی زندگی کا کما حقہ احاطہ نہیں کر سکا مگر ''ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است'' اسی لیے وقت گزرنے کے ساتھ سیرت نبوی کے نئے نئے پہلو کھل کر سامنے آ رہے ہیں اور انسانیت کو درپیش مسائل کے حل میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

قرآن مجید نے آپ ﷺ کی ذات اقدس کو ہمارے لیے اسوۂ حسنہ، لائق محبت و اطاعت اور اسلامی تعلیمات کا سرچشمہ قرار دیا ہے لہٰذا ہمارے لیے یہ لازم ٹھہرتا ہے کہ ہم حضور ﷺ کی سیرت کا مطالعہ دقت نظری اور غور و فکر سے کریں اور خاص طور پر غیر مسلم حضرات نے جو کچھ لکھا ہے اسے تحقیق و تنقید کی کسوٹی پر پرکھ کر قبول یا رد کیا جائے اور جہاں انہوں نے غلطی کی ہے یا واقعات کو دانستہ یا غیر دانستہ طور پر غلط رنگ میں پیش کیا ہے وہاں نشاندہی کرتے ہوئے ان کی اصلاح کی جائے تاکہ ان کا سیرت لٹریچر کسی قسم کی غلط فہمی کا باعث نہ بنے۔

برصغیر پاک و ہند کا خطہ اس حوالے سے بہت زرخیز ہے کہ اس میں بسنے والے غیر مسلموں کی ایک کثیر تعداد نے حضور ﷺ کی حیات مبارکہ اور احوال مقدسہ کو موضوع سخن بنایا ہے اور آپ ﷺ کے کردار کی عظمت، چال چلن کی عصمت اور عادات و اطوار کی پاکیزگی کو نہ صرف تسلیم کیا ہے بلکہ اپنے قلم کے ذریعہ سے اسے بھرپور انداز میں اجاگر کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ برصغیر کے غیر مسلم حضرات کی مثبت سیرت نگاری کے حوالے سے ہندو

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، جی۔سی یونیورسٹی لاہور، پاکستان

حضرات امتیازی حیثیت رکھتے ہیں ہندو شعراء، ادبا، فلاسفرز، سیاسی رہنماء اور مؤرخین کی ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جنہوں نے آپ ﷺ کے حضور منظوم و منثور ہر دو اصناف میں عقیدت و محبت کے فن پارے پیش کیے ہیں سیاسی تقاریر، اخباری بیانات، مذہبی تقاریر اور نعتیہ اشعار کو چھوڑتے ہوئے صرف ایسی کتابوں کی فہرست تیار کی جائے جس میں نبی کریم ﷺ کی ذات اور حیات پر سوانحی انداز میں قلم اٹھایا گیا ہے تو ایسی کتابوں کی ایک اچھی خاصی تعداد ہمارے سامنے آتی ہے جن کو ہم مستقل کتب سیرت کہہ سکتے ہیں علاوہ ازیں بانیان مذاہب سے متعلق کتب میں حضور ﷺ کا تذکرہ، منظوم کتب سیرت، تاریخی طرز پر لکھی گئی کتب میں حالات و واقعات سیرت اور مختلف مطبوعہ تقاریر اور مضامین و مقالات کی صورت میں بھی سیرت لٹریچر موجود ہے۔

مستقل کتب سیرت میں حضرت محمد صاحب بانی اسلام از شردھے پرکاش دیو، رسول عربی از جی ایس دارا، حیاتِ محمد از دایا جنڈھوک گوراند، عرب کا چاند از لکشمن پرشاد، حضرت محمد ﷺ اور اسلام از پنڈت سندلال، محمد ﷺ دی پرافٹ آف اسلام از بی کے نارائن، محمد دی پرافٹ آف اسلام از راما کرشنا راؤ، نراشنس واتم رشی از پنڈت وید پرکاش، محمد صاحب از سیوا سنگھ اور قرآن ناطق از سرجیت سنگھ لامبا زیادہ اہم ہیں۔ مذاہب اور بانیان مذاہب سے متعلق کتب میں دنیا کے نو مذہبی ریفارمر از شام لال ستیارتھی' پیامِ محبت از رام سروپ کوشل، ہمارے مربی از پروفیسر پریتم سنگھ، چار مینار از گوبند رام سیٹھی، دی پرافٹز آف دی ایسٹ از دیوان چند شرما، این انسائٹ ان ٹو ورلڈ ریلیجنز از کے وی سنگھ، اسلام میکر آف دی مسلم مائنڈ از رامیش راؤ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ مطبوعہ مضامین و مقالات میں رائے بہادر کی نعت از رائے بہا در لالہ پارس داس، حضرت محمد ﷺ اور اسلام از بابو کنج لال دلوالی، دنیا کا ہادیٔ اعظم غیروں کی نظر میں (بک ڈپو تالیف واشاعت قادیان پنجاب)، برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول (کتاب گھر قادیان پنجاب)، اسلام غیر مسلموں کی نظر میں از ایم عبدالعزیز اینڈ سنز اور اسلام جس سے مجھے عشق ہے از مسٹر اڈیار وغیرہ اہمیت کی حامل ہیں۔ منظوم کتب سیرت میں مدنی موہن عرف پیغمبرِ اسلام از امر ناتھ سیڈھا شوق، رہبر اعظم از چرن سرن ناز مانکپوری اور مہا کاویہ حضرت محمد ﷺ از سگچند مکیتش کے نام لئے جا سکتے ہیں برصغیر کی تاریخ، تہذیب و ثقافت، مسلمانوں کی آمد اور ہندوستان میں مسلمانوں کے دورِ حکومت کے حوالے سے لکھی گئی کتب میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی ذات پر کسی نہ کسی حوالے سے بات کی گئی ہے۔ ڈاکٹر تاراچند کی انفلوئنس آف اسلام آن انڈین کلچر، ایشوری پرشاد کی آشارٹ ہسٹری آف مسلم رول ان انڈیا اور ودیا درمہاجن کی دی مسلم رول ان انڈیا وغیرہ اسی نوع کی کتب ہیں (۱)

ہندوؤں کی سیرت نگاری کے عہد پر غور کرنے سے اس حقیقت کا ادراک ہوتا ہے کہ ہندوؤں کی طرف

سے بیشتر سیرت لٹریچر ۱۸۵۷ء۔۱۹۴۷ء کے درمیانی عرصہ میں وجود میں آیا۔ عہد برصغیر کی مخلوط معاشرت مذہبی، ثقافتی، معاشرتی، سیاسی اور تہذیبی حوالے سے بہت اہمیت کی حامل ہے اور ہندوؤں کی سیرت نگاری کے اسباب ومحرکات کی تلاش اس عہد کے معروضی حالات میں یقیناً کی جاسکتی ہے۔ ہندو حضرات کی سیرت نگاری کا عہد اور اسباب ومحرکات کی تلاش ایک الگ مقالہ کی متقاضی ہے۔زیر بحث مضمون میں ہندو حضرات کی کتب سیرت میں بیان کردہ چند روایات سیرت کا جائزہ لینا اور ان کی استنادی حیثیت سے بحث کرنا مقصود ہے۔ اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ ہندو حضرات کی طرف سے مثبت انداز میں کی گئی سیرت نگاری کے بعض فن پارے ایسے ہیں کہ ان کے مطالعہ کی گہرائی اور استنباط نتائج پر تعجب ہوتا ہے چند کتابیں تو اس قدر عقیدت کے ساتھ لکھی گئی ہیں کہ بقول عبدالماجد دریا آبادی ان کے حرف حرف سے عشق ومحبت کے آب کوثر کی بوندیں ٹپکتی ہیں اور ایک مسلمان کو بھی اس خلوص نیت پر رشک آنے لگتا ہے (۲) حضور ﷺ کی حمایت میں قلم اٹھانے والے ہندو حضرات نے اگرچہ بڑے خلوص دل اور نیت کی پاکیزگی کے ساتھ آپ ﷺ کی ذات پر قلم اٹھایا ہے لیکن ان کی کتب سیرت میں چند روایات ایسی ہیں جو مسلمانوں کے نقطہ نظر سے مطابقت نہیں رکھتیں بغیر حوالہ جات کے روایات کا بیان، ثانوی ماخذ پر انحصار اور فن سیرت سے ناواقفیت کی بناء پر ان کی مثبت سیرت نگاری بہت سے تسامحات کا شکار ہوئی اور کہیں کہیں عقیدت میں مبالغہ آمیزی کی وجہ سے بھی قلم غیر محتاط ہو گیا جہاں ایک لحاظ سے یہ کتابیں بہت عمدہ ہیں وہاں ان میں کچھ کمزوریاں بھی پائی جاتی ہیں مثلاً ذاتی قیاس اور رائے کو جگہ دی گئی ہے، پیغمبر اسلام کی زندگی کا مطالعہ ایک پیغمبر کی بجائے ایک مصلح کی حیثیت سے کیا گیا ہے، ہندی اور فارسی الفاظ کی بھرمار ہے نیز آپ ﷺ کے ہندو اور سکھ سیرت نگار زیادہ سے زیادہ واقعات بیان کرنے کے مشتاق نظر آتے ہیں۔ لہٰذا اس سلسلے میں پیش کردہ بعض روایات ایسی ہیں جن کا امہات کتبِ سیرت میں کوئی ذکر نہیں۔ مغربی مصنفین سے استفادہ اور بنیادی مآخذ سے لاعلمی کا نتیجہ ہے کہ ان سیرت نگاروں کی کتب میں رطب ویابس ہر قسم کی روایات شامل ہوگئی ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ بیانات ایسے ہیں۔ جو ان سیرت نگاروں کی ذاتی رائے اور فہم کا نتیجہ ہیں۔ ذیل میں کچھ ایسی روایات کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو ان کتب سیرت میں پائی جاتی ہیں اور قابل مؤاخذہ ہیں۔

(۱) حرم پر ابرہہ کی لشکرکشی کو بیان کرتے ہوئے رامیش راؤ مور لکھتا ہے کہ قریش اس وقت پہاڑیوں پر چڑھ گئے اور ان کو یقین تھا کہ خانہ کعبہ کے بت اس کی حفاظت خود کریں گے (۳) جبکہ اصل صورتِ حال یہ ہے کہ عبدالمطلب اور ان کے ساتھی اگرچہ قریبی پہاڑیوں پر چڑھ گئے تھے لیکن ان کو خدا کی ذات پر یقین تھا کہ وہ خود اپنے گھر کی حفاظت کرے گا اس موقع پر عبدالمطلب نے خدا سے دعا بھی کی ابنِ سعد نے طبقات میں وہ اشعار بھی

نقل کیے ہیں۔جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

لاھُمّ إنّ المرءَ یَمْـنَعُ رَحْلَهُ فَامْنَعْ حِلالَكْ

لا یَغْلِبَنّ صَلیبُـهُم وَمِحَالُھُم غَدْواً مِحالَكْ

إن کُنتَ تارِ کَھُم وَقِبْـلَتَنَافأمْرٌ مابدا لكْ (٤)

''الٰہی !مرد اپنی قیامگاہ کی حفاظت کرتا ہے پس تو اپنے گھر کی حفاظت فرما ان کی صلیبیں اور قوت و شدت صبح کے وقت تیری قوت و شدت پر ہرگز غالب نہ آئے اگر تو انہیں اور ہمارے قبلہ کو ایسے ہی چھوڑ دے تو معاملہ وہ ہوگا جو تجھ پر ظاہر ہے۔''

(۲) آپ ﷺ کی پیدائش کے متعلق رامیش راؤ لکھتا ہے کہ آپ ﷺ کی پیدائش کی خبر سن کر عبدالمطلب بہت خوش ہوئے اور آپ ﷺ کو اٹھا کر کعبہ لے گئے اور بتوں کا شکریہ ادا کیا۔(۵)

لیکن صحیح روایات کے مطابق عبدالمطلب نے خانہ کعبہ میں جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس کا شکریہ ادا کیا۔(٦)

(۳) پنڈت سندرلال آپ ﷺ کی رضاعت کے متعلق ایک عجیب بات لکھتے ہیں کہ آمنہ اتنی دکھی اور بیمار تھیں کہ وہ سات دن سے زیادہ بچے کو دودھ نہ پلا سکیں (۷) جبکہ اصل بات یہ ہے کہ عرب کے باشندوں کا دستور تھا کہ وہ اپنے بچوں کو شہری امراض سے دور رکھنے کے لئے دودھ پلانے والی بدوی عورتوں کے حوالے کر دیتے تھے۔تا کہ ان کے جسم طاقتور اور اعصاب مضبوط ہوں اور اپنے گہوارے ہی سے خالص اور ٹھوس زبان سیکھ لیں اسی دستور کے مطابق آپ ﷺ کو دایہ کے سپرد کیا گیا۔(۸)

(۴) شردھے پرکاش دیو کا خیال ہے کہ حضور ﷺ آٹھ برس کی عمر میں غارِ حرا جایا کرتے تھے۔(۹) حالانکہ کتب سیرت میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے ۳۵ سال کی عمر کے بعد غارِ حرا میں خلوت گزینی اختیار کی۔(۱۰) آٹھ برس کی روایت کہیں مذکور نہیں۔

(۵) ڈاکٹر تاراچند کہتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے تعلیم راہبوں سے حاصل کی۔(۱۱) یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی تعلیم کا منبع و مآخذ وحیٔ الٰہی تھا اصل میں مستشرقین نے سفرِ شام میں نبی کریم ﷺ کی بحیرہ راہب سے ملاقات کو بہت اچھالا ہے اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ بحیرہ راہب سے آپ ﷺ نے تعلیم حاصل کی۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مستشرقین سے متاثر ہو کر ڈاکٹر تاراچند نے ایسا لکھا ہے۔☆

(٦) اولین وحی کے سلسلے میں شردھے پرکاش دیو لکھتے ہیں کہ بعض مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ فرشتہ کوئی نہیں

آیا صرف حضور ﷺ کے دل میں ہی یہ القا ہوا تھا اور خود بخود ان کی زبان سے سورۂ علق کی پانچ آیتیں نکلی تھیں۔(۱۲) حالانکہ سبھی مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس موقع پر حضرت جبرائیل نے آنحضرت ﷺ کو یہ آیات پڑھائی تھیں۔ اس ضمن میں صحیح بخاری کی کتاب بدء الوحی کا باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ بہت واضح ہے۔

(۷) پہلی وحی کے نزول کے بعد آنحضرت ﷺ کی اضطرابی حالت کو بیان کرتے ہوئے سندر لال نے آپ ﷺ کے حوالے سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ ''خدیجہؓ مجھے کیا ہو گیا ہے میں پاگل تو نہیں ہو گیا'' (۱۳) یہ الفاظ صریحاً غلط ہیں نجانے سندر لال نے یہ کہاں سے نقل کیے ہیں اصل الفاظ یہ ہیں جو حضرت خدیجہؓ سے بخاری شریف میں مروی ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا ''لقد خشیت علی نفسی'' (۱۴) مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔

(۸) قبول اسلام کے وقت حضرت علیؓ کی عمر پروفیسر جی ایس دارا کے نزدیک سولہ سال ہے۔(۱۵) جبکہ ابنِ اسحاق کی روایت کے مطابق حضرت علیؓ اُس وقت دس سال کے تھے (۱۶) ابنِ قیم نے آٹھ سال لکھی ہے۔(۱۷) جبکہ ''السیرۃ النبویۃ'' لابن کثیر میں بھی دس سال کی روایات مذکور ہیں۔(۱۸)

(۹) شعب ابی طالب میں محصور ہونے کے متعلق پنڈت سندر لال کا مؤقف ہے کہ ابوطالب اور بنی ہاشم خاندان کے دوسرے لوگوں نے خود شعب ابی طالب میں جانے کا فیصلہ کیا تھا۔(۱۹) جبکہ کتبِ سیرت کے مطابق جب قریش نے مسلمانوں کا معاشرتی مقاطعہ کر دیا تو بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے سارے افراد خواہ مسلمان رہے ہوں یا کافر سمٹ کر شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے تھے۔(۲۰)

(۱۰) سفر طائف سے واپسی پر آپ ﷺ نے مطعم کی پناہ حاصل کی اور مکہ میں داخل ہوئے یہ روایت تو ملتی ہے لیکن یہ کہیں بھی مذکور نہیں کہ آپ ﷺ اگلے روز ہی اس پناہ سے نکل گئے اور آپ ﷺ نے حرم میں جا کر اعلان کر دیا کہ اب میں مطعم کی پناہ میں نہیں ہوں۔ لہٰذا کوئی میری وجہ سے مطعم کو نہ ستائے لیکن شردھے پرکاش دیو، سوامی لکشمن، پروفیسر جی ایس دارا اور گوبند رام سیٹھی سب نے یہ روایت بیان کی ہے۔(۲۱)

(۱۱) شردھے پرکاش دیو کے مطابق آنحضرت ﷺ ہجرت کے موقع پر مکان کی پچھلی طرف سے کود کر ابو بکر صدیقؓ کے ہاں گئے۔(۲۲) اس روایت کی کوئی حیثیت نہیں اور نہ ہی ایسی کوئی روایت کتبِ سیرت میں ملتی ہے۔ ہجرت کے متعلق تمام روایات میں واضح طور پر یہ چیز ملتی ہے کہ آپ ﷺ اپنے گھر کے دروازے میں سے قریش کی آنکھوں کے سامنے گئے اور کسی کو کچھ پتہ نہ چل سکا۔(۲۳)

(۱۲) رامیش راؤ کا خیال ہے کہ اہل مکہ آپ ﷺ کی ہجرت پر بہت خوش تھے (۲۴) یہ بیان خوش فہمی کے سوا کچھ نہیں کیونکہ قریش آپ ﷺ کی ہجرت سے بہت غصے میں آئے۔ وہ سب اس حوالے سے دارالندوہ میں اکٹھے

ہوئے اور حضور ﷺ کو قتل کرنے کی تدبیر پر اتفاق کیا اور اس سلسلے میں وہ نہ صرف حضور ﷺ کی تلاش میں اطراف مکہ گئے بلکہ انہوں نے آپ ﷺ کی گرفتاری پر انعام واکرام کے ذریعہ بھی لوگوں کو ترغیب دی۔(۲۵)

(۱۳) دیوان چند شرما اپنی کتاب ''دی پروفٹز آف دی ایسٹ'' میں لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے انصار کو حکم دیا تھا کہ وہ ایک ایک مہاجر کو اپنے ساتھ لے جائیں اور اپنی آدھی جائیداد اس کو دے دیں۔(۲۶) کتبِ سیرت و تاریخ میں یہ تو ملتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہاجر کو ایک انصار کا بھائی بنا دیا اور اس کی کفالت کی ذمہ داری بھی انصار پر ڈال دی لیکن آپ ﷺ نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا جس سے یہ ثابت ہو کہ انصار مہاجرین کے ساتھ اپنی جائیداد تقسیم کریں اگرچہ انصار نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسا کرنا چاہا لیکن مہاجرین نے گوارا نہ کیا۔

(۱۴) غزوہ احد کے لشکر سے عبداللہ بن ابی کی اپنے تین سو ساتھیوں سمیت واپسی کو رامیش راؤ نے نبی کریم ﷺ کا حکم قرار دیا ہے۔(۲۷) جبکہ حقیقت یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی نے خود بہانہ بنا کر واپسی اختیار کی تھی کہ مدینہ میں رہ کر جنگ لڑنے کے بارے میں اس کی رائے نہیں مانی گئی اور اس کی رائے پر بچوں اور کم عقل لوگوں کی رائے کو فوقیت دی گئی ہے۔(۲۸)

(۱۵) اسلامی لشکر سے علیحدہ ہونے والے عبداللہ بن ابی اور اس کے تین سو ساتھیوں کو شردھے پرکاش نے یہودی قرار دیا ہے۔(۲۹) جبکہ وہ مسلمان تھے لیکن ان کی کرتوتوں کی وجہ سے ان کو منافقین کہا جاتا ہے۔

(۱۶) مقتولین بنی قریظہ کی تعداد میں خود مسلمانوں کے درمیان اختلاف ہے ارباب سیر نے ۶۰۰ سے ۷۰۰ سو کے درمیان لکھی ہے۔(۳۰) لیکن شردھے پرکاش کی بیان کردہ تعداد (۲۵۰) کہیں مذکور نہیں۔(۳۱)

(۱۷) صلح نامہ حدیبیہ کی شرائط کے مطابق مکہ سے بھاگ کر مدینہ آنے والے مسلمانوں یا کافروں کو واپس کرنا ضروری تھا اس لئے جب ایک آدمی بھاگ کر مدینہ آیا تو آپ ﷺ نے اسے واپس کر دیا اس کا نام عتبہ بن اسید (ابوبصیر) تھا۔(۳۲) لیکن شام لال نے اس کا نام ابوبکر لکھا ہے جو کہ بالکل غلط ہے۔(۳۳)

(۱۸) حضور کی شادیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے پنڈت سندر لال لکھتے ہیں کہ حضرت صفیہؓ یہودی تھیں اور حضور ﷺ سے شادی کے بعد بھی آخیر تک اپنے مذہب پر چلتی رہیں۔(۳۴) جبکہ اصل صورتِ حال یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت صفیہؓ سے شادی کرنے سے پہلے ان پر اسلام پیش کیا جسے انہوں نے قبول کر لیا تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ان سے شادی کی اور ان کی آزاری کو ان کا مہر ٹھہرایا۔(۳۵)

(۱۹) فتح مکہ کے موقع پر ابوسفیان نے اسلام قبول کیا اور جب وہ واپس مکہ آیا تو شردھے پرکاش دیو اور جی ایس دارا کی روایات کے مطابق اس کی بیوی ہند نے اس کو جوتیوں سے پیٹا۔(۳۶) روایات میں یہ تو ملتا ہے کہ اس کی

بیوی نے اسے برا بھلا کہا لیکن اس قسم کی کوئی روایت نہیں ملتی کہ ابوسفیان کو جوتیوں سے پیٹا گیا ہو۔علاوہ ازیں ابوسفیان کی بیوی کا نام ''ہندہ'' لکھا گیا ہے جو کہ غلط ہے اس کا صحیح نام ''ہند'' تھا۔ یہ غلطی مسلم سیرت نگاروں کے ہاں بھی ملتی ہے۔بی کے نارائن نے ہند کو اگر چہ ہند ہی لکھا لیکن کہیں اسے ابوسفیان کی بیوی اور کہیں بیٹی قرار دیا ہے۔ دومقامات ایسے ہیں جہاں ہند کو ابوسفیان کی بیٹی لکھا ہے۔(۳۷) حالانکہ یہ حقیقت سب جانتے ہیں کہ ہند ابوسفیان کی بیوی تھی مصنف نے خود بھی بعض جگہوں پر ایسا ہی لکھا ہے۔ نام کے حوالے سے ایک اور غلطی جس کا وجود بعض مسلم سیرت نگاروں کے ہاں بھی ملتا ہے وہ ابولہب کی لونڈی ثویبہ کا نام ہے جس نے حضور ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔بعض ہندو سکھ حضرات نے بھی اس کو ثوبیہ لکھا ہے (۳۸) حالانکہ درست نام ثویبہ ہے۔

(۲۰) آنحضرت ﷺ کی نمازِ جنازہ کے سلسلے میں پنڈت سندر لال کا کہنا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔(۳۹) حالانکہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کسی نے نہیں پڑھائی بلکہ لوگوں نے ٹولیوں کی شکل میں داخل ہو کر الگ الگ نماز جنازہ ادا کی۔(۴۰)

(۲۱) ختم نبوت مسلمانوں کا مسلمہ عقیدہ ہے اس عقیدے کے متعلق امر سنگھ نے اپنی کتاب ''تکذیب قادیانی'' میں حضرت عائشہؓ سے ایک روایت بیان کی ہے روایت کچھ یوں ہے۔

"قولوا انه خاتم النبيين ولاقولوا انه لانبي بعده"(۴۱)

''یہ کہو کہ وہ (حضور ﷺ) خاتم النبین ہیں یہ نہ کہو کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں''

مندرجہ بالا روایت کا شمار ضعیف ترین روایات میں سے ہوتا ہے اس حدیث کو کسی معتبر کتاب حدیث میں کسی قابل ذکر محدث نے نقل نہیں کیا۔البتہ تفسیر کی ایک کتاب درمنثور (۴۲) اور لغت حدیث کی ایک کتاب تکملہ مجمع البحار سے اس کو نقل کیا جاتا ہے اس کی سند کا بھی کچھ پتہ نہیں (۴۳)

(۲۲) پنڈت سندر لال لکھتے ہیں کہ محمد ﷺ صاحب نے اپنی زندگی بھر کبھی کوئی کرامت، معجزہ یا چمتکار دکھایا اور نہ دکھا سکنے کا دعویٰ کیا۔(۴۴) جہاں تک دوسرے حصے کا تعلق ہے تو یہ بات درست ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا لیکن پہلی بات محلِ نظر ہے کیونکہ آپ ﷺ کی ذات سے بہت سے معجزات صادر ہوئے جن کا ذکر کتبِ سیرت اور کتبِ احادیث میں ملتا ہے۔

(۲۳) شام لال کے مطابق خدیجہؓ سے شادی کے بعد محمد ﷺ کے حالاتِ زندگی کسی کو معلوم نہیں (۴۵) یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں کیونکہ ادیانِ عالم کے پیغمبروں میں اگر کسی کے حالات سب سے زیادہ واضح اور تفصیل کے ساتھ ملتے ہیں تو وہ آنحضرت ﷺ کی شخصیت ہے اس امر کا اعتراف مستشرقین بھی کرتے ہیں اور اس

حوالے سے آپ ﷺ کو بلند تر قرار دیتے ہیں۔

(۴۴) اسی مصنف کا دعویٰ ہے کہ ''نبوت اور رسالت کا خیال یا دعویٰ ایک ایسا خیال ہے جسے تمام دنیا نے کبھی تسلیم نہیں کیا''۔(۴۶) شام لال کے اس بیان پر سوائے اس کی عقل پر ماتم کرنے کے اور کیا کیا جاسکتا ہے کیونکہ نبوت اور رسالت کو تسلیم کرنے والے ہر دور میں موجود رہے ہیں اور آج بھی دنیا کی بیشتر آبادی نبوت و رسالت پر ایمان رکھتی ہے۔

مندرجہ بالا روایات و بیانات سے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کے ہندو اور سکھ سیرت نگاروں کی کتابوں میں اپنی تمام تر خوبیوں کے باوجود چند چیزیں ایسی ہیں جو مسلمانوں کی روایات سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ عربی زبان سے عدم واقفیت، انگریزی کتابوں یا مستشرقین کی تالیفات سے بھرپور اخذ و استفادہ اور اسلامی بنیادی مآخذ سے لاعلمی ایسی روایات کا بنیادی سبب ہیں۔ بعض روایات اگرچہ ایسی ہیں جن کا تذکرہ مسلم مصنفین حضرات کے ہاں بھی ملتا ہے لیکن ان کتابوں اور ان میں مذکور روایات کی استنادی حیثیت انتہائی کمزور ہے۔ اور مسلم سیرت نگار حضرات نے روایت و درایت ہر دو اعتبار سے ان کا رد کیا ہے۔ ایسی روایات کا بیان اور ان سے استدلال بنیادی طور پہ مستشرقین کا وطیرہ ہے اور یہ حقیقت اوپر بیان کی جا چکی ہے کہ ہندوؤں کی سیرت نگاری کا دارومدار ہی مستشرقین کی کتب سیرت ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) دراسات اسلامی کے سلسلہ میں ہندوؤں کی تخلیقات کا بیشتر حصہ فن تاریخ کا احاطہ کرتا ہے۔ حالانکہ ہندوؤں کے اپنے علوم کو دیکھیں تو یہ بات عجیب سی لگتی ہے کیونکہ انہوں نے اپنے پرانے عہد میں علم تاریخ واساطیر پر کوئی کتاب مرتب نہیں کی۔ سر جادو ناتھ سرکار نے صحیح لکھا ہے کہ ہندو علوم انسانی کی اس شاخ کی جانب مسلمانوں کی آمد کے بعد متوجہ ہوئے اور اس فن میں مسلمانوں کی اتباع اس حد تک کی کہ تاریخ نویسی میں مسلمانوں کے محاسن کے ساتھ ساتھ ان کے نقائص ومعائب بھی اپنا لیے۔ یہی نہیں بلکہ انہوں نے مسلمانوں کے مخصوص محاورے اور اسلامی تراکیب والفاظ بلا تکلف اپنا لیے نیز ان کے انداز اس حد تک اپنائے کہ ہندوؤں کی ترتیب یا تصنیف کی ہوئی تاریخ کی کتب بھی مسلمان مصنفوں کی طرح حمد ونعت سے شروع ہوتی ہیں اور کتابوں کے اختتامی کلمات بھی مسلمانوں ہی کے انداز میں لکھے جاتے ہیں (دیکھیئے اعظمی، شیث محمد اسمعیل، پروفیسر، دراسات اسلامیہ کے فروغ میں ہندوؤں کی خدمات، کتابی دنیا دہلی ۲۰۰۲۔ ص۔۶)

(۲) دارا، گوردت سنگھ، رسول عربی، مجلس اردو ماڈل ٹاؤن لاہور۔ ۱۹۴۱ ص ۱۱

(۳) یہ کتاب راجنز پرکشن پیون دہلی (Rajhans Parakashan Pune Delhi) کی طرف سے ۲۰۰۴ء میں شائع ہوئی کتاب ۶۶۲ صفحات پر مشتمل ہے تلاش بسیار کے باوجود کتاب دستیاب نہیں ہوسکی اس کتاب کے تعارف کے لیے Radiance Delhi میں شائع ہونے والے ایک تبصرہ سے مدد لی گئی ہے۔) دیکھئے:
Waquar Anwar, Dr, "Borrowed Misunderstandings" Radianc Delhi.
vol xxx 1 x No 45 (13-19 Marrch 2005) P-28

(۴) ابن سعد، ابوعبداللہ محمد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر بیروت لاہور، ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸م۔ ۱ / ۹۲

(۵) Waquar Anwar, Dr, "Borrowed Misunderstandings" op.cit, P-28

(۶) ابن کثیر، ابوالفضل عماد الدین، البدایۃ والنھایۃ، المکتبۃ القدوسیہ لاہور ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۷۔ ۲/۲۶۴/ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ۔ ۱/۱۰۳

(۷) سندر لال، حضرت محمدؐ اور اسلام، بشمبھر ناتھ ۱۴۲ ساوتھ ملاکہ آلہ آباد۔ ۱۹۴۲۔ ص ۳۲

(۸) شبلی نعمانی، علامہ، سیرۃ النبیؐ، الفیصل ناشران اردو بازار لاہور۔ ۱۹۹۱۔ ۱/۱۱۵

(۹) شردھے پرکاش دیو، حضرت محمدؐ صاحب بانیٔ اسلام، یونین سٹیم پریس لاہور ۱۹۱۳۔ ص ۲۰

(۱۰) Muhammad Hamidullah, Dr.,Muhammad Rasulullah,Orient paper and Publishers Lahore.(completed in Istanbol) 1392 P-17-19

(۱۱) Tara Chand, Influence of Islam on Indian Culture, Alhamara Art Printers Lahore 1978 p.50

☆ مستشرقین میں سے واشنگٹن ارونگ نے اپنی کتاب "Mahumet and his successors" (Published 1850) میں اس موضوع پر بڑی تفصیل سے لکھا ہے اور اس کا خیال ہے کہ بحیرہ راہب نے آپ ﷺ کو قدیم مذاہب کے بارے میں مفصل معلومات بھی فراہم کیں۔

(۱۲) شردھے پرکاش دیو، حضرت محمدؐ صاحب بانیٔ اسلام۔ص۲۹

(۱۳) سندرلال، حضرت محمد اور اسلام۔ص۱۵۳

(۱۴) امام بخاری ، صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہؐ : ۳

(۱۵) دارا، رسول عربی۔ص۹

(۱۶) ابنِ اسحاق، سیرۃ ابن اسحاق، مترجم، نورالٰہی، نقوش رسول نمبر۔ادارۂ فروغ اُردو لاہور۔۱۱/۱۴۰

(۱۷) ابنِ قیم، ابوعبداللہ الجوزی، زاد المعادفی ھدی خیر العباد، مصطفی البابی والحلبی بمصر۔۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸م۔۲/۴۳

(۱۸) ابن کثیر، ابوالفدا اسماعیل، السیرۃ النبویۃ، داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان (س۔ن) ۱/ ۴۳۰۔۴۳۱/ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ۔۳/۲۶

(۱۹) سندرلال، حضرت محمدؐ اور اسلام۔ص ۶۹

(۲۰) ابن ھشام، ابو محمد عبدالملک، السیرۃ النبویۃ ، المصطفیٰ البابی و الحلبی مصر۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵م، ۱۔۲/۳۵۱/ابن سعد، الطبقات الکبریٰ۔۱/۲۰۹۔۲۰۸

(۲۱) لکشمن پرشاد، سوامی ، آفتاب حقانیت المعروف عرب کا چاند، دارالکتب سلیمانی ضلع حصار پنجاب۱۹۳۲ء۔ص ۱۶۳/شردھے پرکاش دیو، حضرت محمد صاحب بانیٔ اسلام۔ص۵۰/دارا، رسول عربی۔ص۸۳/ سیٹھی، گوبندرام، چار مینار۔ص۱۴۳

(۲۲) شردھے پرکاش دیو، حضرت محمد صاحب بانیٔ اسلام۔ص۵۸

(۲۳) الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الطبری، تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم، دارالمعارف بمصر۔۱۹۶۱ء۔۲/۳۷۳

(۲۴) Waquar Anwar, Dr, "Borrowed Misunderstandings" op.cit, P-28

(۲۵) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ۔۳/۱۸۵/الطبری، تاریخ الطبری۔۲/۳۷۹/ ابن اثیر، محمد بن محمد، الکامل فی التاریخ ۲/۱۰۵

(۲۶) Sharma, Diwan Chand, The Prophats of the East, Longmans Green and Co.LTD 1945 p-125

(۲۷) Waquar Anwar, Dr, "Borrowed Misunderstandings" op.cit, P-30

(۲۸) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ۔۲/۳۹/ البیهقی، محمد بن حسین، دلائل النبوة۔۳/۲۰۹۔۲۰۸
(۲۹) شردھے پرکاش دیو، حضرت محمد صاحب بانی اسلام۔ص۷۴
(۳۰) الطبری ،تاریخ الطبری۔۲/۵۸۸/ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ۲/۷۵/ ابن حزم،
جوامع السیرة۔ص۱۹۵/ المواهب اللدنیه۔۱/۴۶۷
(۳۱) شردھے پرکاش دیو، حضرت محمد صاحب بانی اسلام۔۲۹
(۳۲) ابن هشام، السیرة النبویة۔۳۔۴/۳۲۳/ ابن قیم، زاد المعاد۔۲/۱۳۰/
الطبری ،تاریخ الطبری۔۲/۶۳۸
(۳۳) ستیارتھی، شام لال، دنیا کے نو مذہبی ریفارمر۔جارج سٹیم پریس لاہور ۱۹۱۷،ص۱۸۶
(۳۴) سندر لال، حضرت محمد اور اسلام۔ص۱۷۱
(۳۵) الطبری، تاریخ الطبری۔۳/۱۶۶
(۳۶) شردھے پرکاش دیو، حضرت محمدؐ صاحب بانیٔ اسلام۔ص۱۱۶ /دارا، رسول عربی ص۱۵۴۔۱۵۵
(۳۷) Narayan, B.k, Muhammad The Prophet of Islam, Lancers Publishers New Delhi 1978 P-79-119
(۳۸) جنڈ ہوک، گوراند دایا حیات محمدؐ، چمن لال پبلشرز موہن لال روڈ لاہور ۱۹۳۲،ص۱۲
(۳۹) سندر لال، حضرت محمدؐ اور اسلام۔۱۸۲
(۴۰) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ۲/۲۸۸ /ابن ہشام، السیرة النبویۃ۔۳۔۴/۲۶۳/الحلبی ، علی بن برہان الدین، سیرة الحلبیہ۔۳/۳۹۴
(۴۱) امر سنگھ، تکذیب قادیانی (پبلشر، مقام اشاعت اور سنہ درج نہیں) ص۲
(۴۲) السیوطی، عبدالرحمٰن بن الکمال جلال الدین، الدرالمنثور فی التفسیر الماثور، دارالفکر بیروت۔س۔ن۔۶\۱۸\۱
(۴۳) مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن اسلامک پبلیکیشنز لاہور۔۴\۱۴۴
(۴۴) سندر لال، حضرت محمد اور اسلام، ص۶۵
(۴۵) ستیارتھی، شام لال، دنیا کے نو مذہبی ریفارمر۔ص۱۷۵
(۴۶) ایضاً۔ص۱۷۲

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆